۲۲ جنوری ۱۹۷۱ء

ہفتہ وار

ہماری زبان

جلد ۳۰ | اڈیٹر: آل احمد سرور | شمارہ ۴

اس شمارے میں

اداریہ

یوم جمہوریت

۲۶ جنوری کو ہماری جمہوریت اکیس سال کی ہو جائے گی۔ اکیس سال کے نوجوان کو ہمارے دستور کے مطابق ووٹ دینے کا حق ملتا ہے۔ وہ بالغ ہی نہیں عاقل بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری جمہوریت اب عنفوان شباب کی منزل سے نکل کر شباب کی شاہراہ پر آ گئی ہے۔ شباب کو ان بجھے ہوئے، بددل، بیزار بوڑھوں کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے جو ہر جوش اور جذبے، ہر حرکت اور ہنگامے کو اس طرح دیکھتے ہیں گویا یہ سب چیزیں قرب قیامت کی دلیل ہیں۔ شباب کے سوز و ساز اور درد و داغ اور اس کی آرزو اور جستجو سے ہم آہنگ ہونے کی کوشش کرنا چاہئے۔ دوسرے الفاظ میں پرانی، پرسکون زندگی کی سہانی یادوں سے کام نہ چلے گا، آج کی ہر لحظہ بدلتی ہوئی، خوب سے خوب تر کی جستجو کرتی ہوئی، صدیوں کی رکاوٹیں اور الجھنیں دور کرنے کی سعی میں لگی ہوئی زندگی کا عرفان حاصل کرنا پڑے گا۔ تب جا کر ہم موجودہ دور کے آشوب کو جھیل سکیں گے تبھی ہم یہ سمجھنے کے اہل ہوں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونا چاہئے۔

ہندوستان کی جمہوریت دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ چین کو چھوڑ کر ہندوستان، دنیا کی سب سے بڑی آبادی رکھتا ہے۔ کشمیر سے کنیا کماری تک اور کچھ سے کلکتے تک آب و ہوا، رسم و رواج، زبان، تہذیب رہن سہن کا خاصا فرق ہے، ہندو مذہب کے ماننے والوں کی بھاری اکثریت ہے، مگر مسلمانوں کے علاوہ جن کی تعداد پانچ اور چھ کروڑ کے درمیان ہوگی، سکھوں، عیسائیوں، پارسیوں، جین اور بدھ مت کے ماننے والوں کی بھی قابل لحاظ آبادی ہے جس کے لگ بھگ بڑی زبانیں ہیں جنھیں قومی زبانیں کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ زبانوں اور بولیوں کی تعداد بھی خاصی بڑی ہے۔ ایسے بڑے ملک میں، جمہوریت کا تجربہ کوئی معمولی تجربہ نہیں ہے۔ انگریزوں کے زمانے سے آزاد ہندوستان کا مقابلہ کسی طرح صحیح نہیں اچھی حکومت خود مختار حکومت کا بدل نہیں ہوتی اور پھر انگریزی حکومت تو اچھی حکومت کے ذیل میں بھی نہیں آتی تھی اس کا مقصد ہندوستان کی دولت سے انگریزوں کا گھر بھرنا تھا۔ ظاہر ہے کہ جمہوریت کے اصولوں کو چلانا، سیکولرزم کی بنیادوں کو مضبوط کرنا اور ملک کو سوشلزم کی طرف لے جانا آسان کام نہیں ہے، مگر باوجود دقتوں اور دشواریوں کے یہ کام ہو رہا ہے۔ ہماری آبادی چونکہ تیزی سے بڑھ رہی ہے اور وسائل اس رفتار سے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے ہماری مشکلات میں اضافہ قدرتی ہے۔ مگر

اشاعت کی تاریخیں
۱، ۸، ۱۵، ۲۲

انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ

فی کاپی: ۱۵ پیسے
قیمت سالانہ: ۵ روپے

ایمانداری سے دیکھا جائے تو ان اکیس سالوں میں ہم آگے ضرور بڑھے ہیں گو ہماری ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں ہوئی جتنی ہونی چاہیے۔ دراصل ہمارے سیاست دانوں نے اقتدار حاصل کرنے کو زیادہ اہمیت دی ہے، ملک کی خدمت کو کم، ایسا نہیں ہے کہ لوگوں نے دولت نہیں پیدا کی، مگر یہ دولت ابھی چند لوگوں کے ہاتھ میں ہے، ملک کے عوام کو اس میں حصّہ بہت کم ملا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ایک طرف جمہوریت کی بنیادوں کو مضبوط کریں اور پرامن طریقے سے ملک میں اور سماج میں تبدیلیاں لائیں، دوسری طرف ہم آبادی کے اس تیزی سے بڑھنے کو روکیں، تیسری طرف کم سے کم آمدنی اور زیادہ سے زیادہ آمدنی کے درمیان خلیج کو کم کریں، چوتھی طرف غذا کی پیداوار کے ساتھ مصنوعات کی پیداوار کو بڑھائیں، بیرونی امداد سے بے نیاز ہوں، بڑی طاقتوں کی سیاست میں گرفتار نہ ہو پائیں، صنعتی دور کی ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے سائنس اور ٹکنالوجی کو انسانیت کی روح کو مجروح نہ کرنے دیں۔ فرد کو اپنی مرضی کے مطابق اپنی زندگی بنانے کا موقع دیں اگر فرد کو سماج کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑے نہ اٹکانے دیں، مذہب کی بنا پر منافرت کو ختم کریں۔ فسادات کا سلسلہ سخت اقدامات سے روک دیں، ذات پات اور علاقے کی پاسداری کے بجائے پورے ملک اور ساری قوم کا درد پیدا کریں۔ یوم جمہوریت کے موقع پر ہمیں اپنے سے یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنے ملک کی جمہوریت کو حقیقی معنی میں جمہوریت بنائیں گے اور اس کے راستے سے ہر دشواری کو دور کریں گے۔ ہم دوسروں کا منھ نہ تکیں گے بلکہ اپنا فرض ادا کریں گے اور پھر اپنے حقوق پر بھی اصرار کریں گے۔ مشکلات سے گھبرائیں گے نہیں بلکہ ان کو حل کریں گے۔ تبدیلی سے خائف نہ ہوں گے، بلکہ تبدیلی کو زندگی کا قانون سمجھ کر اسے آج کے پریشان اور زخم خوردہ انسان کے لئے رحمت بنائیں گے۔ ہم یہ کام کرسکتے ہیں، نہ کریں تو قصور ہمارا ہی ہوگا۔

پروفیسر ایس. سی. دیب

ابھی چند روز قبل پروفیسر ایس. سی. دیب کا انتقال ہوگیا۔ دیب صاحب ایک عرصہ تک الٰہ آباد یونیورسٹی کے شعبۂ انگریزی میں صدر اور پروفیسر کی خدمات انجام دینے کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہوچکے تھے اور الٰہ آباد ہی میں مقیم تھے۔ ۱۹۲۲ء میں جب الٰہ آباد یونیورسٹی محض ایک امتحان لینے والے ادارے کی جگہ ایک باقاعدہ تعلیمی مرکز بن گئی، اسی وقت سے دیب صاحب شعبۂ انگریزی میں استاد مقرر ہوئے۔ دیکھنے میں بہت سیدھے سادے اور کسی قدر دیہاتی لیکن اپنی ذہانت، مطالعے کی وسعت فکر کی بلندی اور بصیرت کی گہرائی کے اعتبار سے دیب صاحب نہ صرف ہندوستان میں بلکہ انگریزی زبان و ادب کے مغربی مراکز میں بھی ایک ممتاز عالم سمجھے جاتے تھے۔ انگریزی زبان و ادب کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں ہندوستان کے مندوب کی حیثیت سے انھوں نے برابر شرکت کی اور مغرب کے مشہور علماء کو بھی متاثر کیا۔

دیب صاحب الٰہ آباد کی مشہور پبلک لائبریری کے سکریٹری بھی تھے۔ پڑھنا اور پڑھانا ان کا کل وقتی مشغلہ تھا۔ انگریزی کے علاوہ انھیں دنیا کی کئی ترقی یافتہ زبانوں اور ان کے ادب پر خاصا گہرا عبور حاصل تھا۔ اردو اور فارسی شعر و ادب کا بہت اعلیٰ مذاق رکھتے تھے اور فلسفہ و تصوف کے رموز سے ایسی گہری واقفیت کہ ان پر ان شعبوں کے عالم ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ دیب صاحب اعلیٰ درجے کے مقرر تھے۔ ان کی تقریر کا جادو لفاظی نہیں بلکہ لہجے کی متانت، مطالعے کی وسعت سے پیدا ہونے والی روشن نظری اور ذہن کی کشادگی تھی۔ ان کے شاگردوں میں اردو کے معروف ادیبوں کی ایک لمبی فہرست بھی شامل ہے اور خوبی کی بات یہ ہے کہ ان کے شاگردوں نے مختلف مکاتب فکر اور ادبی نظریوں سے وابستگی کے باوجود یکساں طور پر دیب صاحب کے علم اور تربیت سے فیض اٹھایا۔

ان کی شخصیت کا سب سے زیادہ دلنواز پہلو یہی ہے کہ اپنے شاگردوں کو انھوں نے کسی نظریے کا پابند بنانے کے بجائے انھیں وہ نظر عطا کی جو اپنے راستے کا انتخاب خود کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔ درس و تدریس کے مشاغل اور مطالعے کے دیوانگی کی حد تک شوق نے دیب صاحب کو زیادہ لکھنے کی شاید مہلت نہ دی ورنہ انگریزی شعر و ادب کے موضوعات پر ان کے نتائج افکار غالباً ہمیشہ اضافے کی حیثیت رکھتے۔ پھر بھی ان کے جو مضامین شائع ہوئے ہیں بڑی قدر و قیمت رکھتے ہیں۔

• شمیم حنفی

مردم شماری

● لوک سبھا کے انتخابات کی وجہ سے مردم شماری کی تاریخوں میں ایک مہینے سے زیادہ کی توسیع ہوگئی ہے۔ اس لئے اب اردو دوستوں کو وسیع پیمانے پر کام کرنے کے لئے کافی وقت مل گیا ہے۔ اس دوران میں گاؤں گاؤں اور گھر گھر پھر کر ہر فرد تک اردو کا پیغام پہنچا کر اس مہم میں اپنا فرض ادا کیجئے۔

دیویندر پرشاد سکسینہ

کچھ گئودان کے بارے میں

۱۵؍دسمبر ۱۹۷۰ء کے ہماری زبان میں "گئودان" کے بارے میں ڈاکٹر مسعود حسین خاں کا ایک مضمون شائع ہوا ہے اس میں دھوکے سے ڈاکٹر صاحب نے منشی اقبال بہادر ورما سحرؔ ہتگامی کا نام اقبال ورما سحرؔ ہتگامی متعدد جگہ لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ اس کے بعد ہماری زبان میں یکم جنوری ۱۹۷۱ء کے شمارہ میں جناب نثار احمد فاروقی کا ایک مراسلہ پریم چند اور گئودان شائع ہوا ہے اس میں نثار احمد فاروقی صاحب فرماتے ہیں کہ

"ہتگام شاید ضلع کانپور میں ایک جگہ کا نام ہے"

یہ بھی غلط ہے۔ میرے پاس سورگیہ اقبال بہادر ورما سحرؔ ہتگامی کے مختصر خود نوشت حالات محفوظ ہیں جو ان کے صاحبزادے سورگیہ کیلاش ورما شائق شاگرد حضرت جگر بریلوی نے اپنے والد مرحوم کی وفات ۲۵؍ستمبر ۱۹۴۳ء کے ایک ماہ بعد جگر صاحب کی خدمت میں اس لئے بھیجے تھے کہ وہ اپنے والد مرحوم کی یاد میں ایک مقالہ جگر صاحب سے لکھانا چاہتے تھے۔ اب ان خود نوشت حالات میں سے پہلے وہ حصہ پیش کرتا ہوں جس سے ڈاکٹر مسعود حسین خاں اور جناب نثار احمد فاروقی نے جو دو غلط باتیں لکھ دی ہیں، ان کی صحت ہو جائے۔ حضرت سحرؔ فرماتے ہیں۔

"پورا نام اقبال بہادر ورما سحرؔ، مگر مختصراً اقبال ورما سحرؔ لکھتا ہوں۔ والد کا نام منشی شیو نراین لال مرحوم رئیس و زمیندار۔ سکونت قصبہ ہتگام ضلع فتحپور ہسوہ جہاں سالہا سال پہلے کایستھوں کی بہت بڑی آبادی تھی جو سب کے سب تقریباً زمیندار تھے۔ مگر اب یہ قدیم قصبہ ایک مدت سے اجڑی ہوئی حالت میں ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قصبہ کو راجہ جے چند والی قنوج آباد کیا تھا۔"

خود نوشت حالات میں منشی اقبال بہادر ورما سحرؔ ہتگامی نے منشی پریم چند کی جن کتابوں کا ہندی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے اس کے سلسلے میں بالکل نئی معلومات ادبی دنیا کے سامنے ان کے خود نوشت حالات سے پیش کئے دیتا ہوں جس سے ادبی دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ سحرؔ صاحب نے کن کن کتابوں کا ترجمہ ہندی سے اردو میں کیا ہے۔ سحرؔ صاحب اس سلسلے میں اپنے خود نوشت حالات میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"منشی پریم چند آنجہانی کے متعدد قصے اور کئی ناول مثلاً "رنگ بھوم" "کرم بھوم" "پریم آشرم" "نرملا" وغیرہ وغیرہ ہندی سے اردو میں کئے جو چھپ چکے ہیں۔ ابھی ان کا آخری ہندی ناول "گئودان" بھی جامعہ ملیہ سے شائع ہو چکا ہے جس کا اردو ترجمہ میرا ہی کیا ہوا ہے۔"

جناب طالب دہلوی کا ایک مقالہ سحرؔ ہتگامی پر رسالہ آجکل رام پور کے اکتوبر، نومبر ۱۹۴۹ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے اس میں طالب صاحب فرماتے ہیں:۔

"آنجہانی منشی پریم چند کے کئی ناول اور افسانے مثلاً رنگ بھوم (چوگان ہستی) "کرم بھوم" "میدان عمل" پریم آشرم (گوشہ عافیت) نرملا اور گئودان ابتداً ہندی میں تحریر ہوئے تھے آپ کی سعی پیہم کی بدولت اردو میں منتقل ہوئے۔"

جو حضرات سحرؔ ہتگامی کے بارے میں تحقیقی مطالعہ کرنا چاہیں وہ میرا مقالہ سحرؔ ہتگامی پر جولائی ۱۹۶۸ء کے نیا دور لکھنؤ میں ضرور ملاحظہ فرمائیں اس میں میں نے خود ایک جگہ لکھا ہے:۔

"سحرؔ نے منشی پریم چند کے متعدد افسانوں اور کئی ناولوں مثلاً رنگ بھوم، کرم بھوم، پریم آشرم، نرملا، وغیرہ وغیرہ کے ترجمے ہندی سے اردو میں کئے پریم چند کا آخری ناول "گئودان" جو مکتبہ جامعہ دہلی سے شائع ہو چکا ہے اس کا ترجمہ بھی ہندی سے اردو میں سحرؔ مرحوم نے کیا تھا۔"

"گئودان" کا وہ مسودہ جس کا ترجمہ سحرؔ ہتگامی مرحوم نے ہندی سے اردو میں کیا تھا اور اس پر منشی پریم چند نے خود نظر ثانی کی تھی۔ سحرؔ صاحب کے خاندانی والوں سے حاصل کر کے کسی لائبریری میں محفوظ کر لینا چاہئے جس سے اردو "گئودان" کی اصل حقیقت معلوم ہو جائے۔

مردم شماری کی تاریخوں میں توسیع

● اس شمارے میں مردم شماری سے متعلق ہدایات و پروگرام پہلی مقررہ شدہ تاریخوں کے مطابق پیش کئے گئے ہیں مگر معلوم ہوا ہے کہ لوک سبھا کے انتخابات کی وجہ سے مردم شماری کی تاریخوں میں تبدیلی ہو گئی ہے اس لئے اب تبدیل شدہ تاریخوں کے مطابق ان ہدایات پر عمل کرنا ہے۔

(ادارہ)

سلطانہ حیات

مردم شماری اے۱۹ء اور اردو

اردو ہندوستان کے طول و عرض میں بولی اور سمجھی جاتی ہے ہم اس حقیقت کو مردم شماری کے اعداد و شمار سے ثابت کر سکتے ہیں۔ اور پھر اس کے لئے آئینی جدوجہد بھی ممکن ہوگی۔ مردم شماری میں اردو کے جاننے اور بولنے والوں کی صحیح تعداد کا اندراج صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ہمدردانِ اردو مردم شماری کے سرکاری طریقہ کار سے کسی حد تک واقف ہوں۔

حکومت کو مردم شماری کے لئے ایک بہت بڑی تنظیم کرنی پڑتی ہے جس کا طریقہ کار حسب ذیل ہے۔

اے۱۹ء میں مردم شماری کے لئے کل آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) شہری علاقے (۲) دیہی علاقے

شہری علاقے ان کو کہا جائے گا۔ جہاں میونسپلٹی ہو ایک لاکھ سے کم آبادی کو ٹاؤن یا قصبہ اور اس سے زیادہ آبادی کے علاقے کو شہر یا سٹی مانا گیا ہے۔

(۱) بلاک۔ شہری علاقے کی تقریباً ۷۰۰ آدمیوں کی آبادی کو ایک بلاک مانا جائے گا جس میں لگ بھگ ۱۲۰ مکان ہوتے ہیں۔

(۲) دیہی علاقوں میں لگ بھگ ۵۰۰ آدمیوں کی آبادی کے علاقے کو ایک بلاک مانا گیا ہے۔

ایک بلاک کی مردم شماری ایک شمار کار یا ENUMERATOR کرے گا۔ اس کے لئے پنچایت کے سکریٹری یا لیکھ پال یا ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے ٹیچروں وغیرہ کی خدمات ۲۴ : ۱ لازمی طور پر حاصل کر لی جاتی ہیں۔

(۳) ۴-۵ بلاکوں کو ملا کر ایک حلقہ بنا لیا جاتا ہے جس کے نگراں یا سپروائزر قانون گو، پنچایت انسپکٹر اور ہیڈ مدرس ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے علاقوں میں شمار کاروں کی نگرانی کرتے ہیں۔

(۴) بڑے ریلوے کالونی میں ریلوے آفیسر انچارج ہوتا ہے مثلاً گورکھپور (یو۔ پی) میں بڑی ریلوے کالونی ہے۔ اس کا انچارج شہر کے انچارج سے الگ ہوتا ہے۔

(۵) سارے ضلع کی مردم شماری کا انچارج کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر یا سینئر ڈپٹی کلکٹر ہوگا۔

(۶) پوری ریاست کی مردم شماری کا انچارج ڈائرکٹر آف سینسس آپریشن کہلاتا ہے۔

(۷) اور سب ریاستوں کے کام کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ایک رجسٹرار جنرل مقرر کیا گیا ہے جو دیگر کاموں کے علاوہ مردم شماری کے متعلق لٹریچر چھپوا کر عوام میں تقسیم کراتا ہے۔ مردم شماری کے متعلق اگر شکایتوں کا ازالہ مقامی طور پر اور اس کے بعد ریاستی سطح پر بھی نہ ہو سکا تو ہمیں اپنی تمام شکایتیں رجسٹرار جنرل کو بھیجنا ہوں گی۔

رجسٹرار جنرل کا پتہ حسب ذیل ہے۔

رجسٹرار جنرل انڈیا
منسٹری آف ہوم افیرس
A/2 مان سنگھ روڈ۔ نئی دہلی
تار کا پتہ
REGGENLIND NEW DELHI

مردم شماری کے لئے سرکار کا طریقہ کار

مردم شماری میں ہر شخص کے متعلق اطلاعات الگ الگ سلپ پر حاصل کی جائیں گی۔ یہاں تک کہ نوزائیدہ بچوں کی سلپ بھی بڑوں کی طرح بھری جائے گی اور اس میں مذہب، زبان وغیرہ کا اندراج بھی اسی طرح ہوگا جیسا کہ بچے کے گھر والوں میں سے ہر ایک کی سلپ پر ہوگا۔

مردم شماری سلپ میں کل ۱۷ سوالات ہیں۔ بعض سوالوں میں الف، ب، ج کر کے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں اور مردم شماری کے سلسلہ میں حکومت کے درج ذیل احکام خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

(۱) مردم شماری میں دی ہوئی اطلاعات کی بنا پر کسی پر کوئی مقدمہ قائم نہیں ہو سکتا ہے۔

(۲) مردم شماری میں حاصل کی ہوئی اطلاعات بالکل راز میں رکھی جائے گی اور کوئی غیر شخص ان کو دیکھ نہیں سکتا۔

یہ دو قاعدے اسی لئے بنائے گئے ہیں تاکہ عوام بغیر کسی جھجک کے جو حقیقت ہو وہی لکھوائیں۔

مردم شماری کا پروگرام

مردم شماری یکم فروری ۱۹۷۱ء کو طلوعِ آفتاب کے ساتھ شروع ہو جائے گی اور ۱۹ فروری کو غروبِ آفتاب کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔ ۱۹-۲۰ فروری کی درمیانی رات کو بے گھر لوگوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ ۲۰ فروری سے ۲۲ فروری تک کل کام کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس اثنا میں جو لوگ مر چکے ہیں ان کے مردم شماری فارم منسوخ کر دئے جائیں گے۔ نوزائیدہ بچوں کے فارم الگ بھرے جائیں گے۔

اسی طرح ۲۲ فروری ۱۹۷۱ء تک مکمل طور پر ہندوستان کی کل آبادی کو شمار کر لیا جائے گا۔

شمار کار کو سرکاری ہدایت

(۱) مردم شماری کے متعلق سب اندراج سرکاری چھپے ہوئے فارموں پر کئے جائیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ عوام اطلاعات سادے

پر حاصل کریں اور گھر میں بیٹھ کر سرکاری فارموں کی خانہ پری کر دیں۔

(۲) اس بات کی سخت ہدایت ہے کہ شمار کار مردم شماری کے فارم میں وہی لکھے جو اس کو بتایا جائے۔ اس کو عوام سے بحث کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میری زبان اردو ہے تو اس کو اردو ہی لکھنا چاہیے۔

(۳) اگر شمار کار جان بوجھ کر کسی بات کا غلط اندراج کرتا ہے۔ تو اس کو قانون مردم شماری کی دفعہ ۱۱ / ۱ / (۲) کے مطابق قید ہو سکتی ہے اور ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ ہو سکتا ہے۔

مقامی مردم شماری کمیٹی کا قیام

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم مردم شماری میں کس طرح کام کریں کہ اردو جاننے والوں کی صحیح تعداد سامنے آجائے۔ مردم شماری کے کام کو ادبی اور سوشل کام کرنے والی جماعتیں اٹھالیں یا پھر مردم شماری کمیٹیاں بنائی جائیں جو لوگ کمیٹیاں وغیرہ نہیں بنا سکتے ہیں۔ وہ بھی درج ذیل کام میں معاون ہو کر اردو کی ایک بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

۱۔ خانہ شماری کا جائزہ۔ ہندوستان بھر کے گھروں پر مردم شماری نمبر پڑ چکے ہیں۔ بعض جگہ نمبر تو نہیں پڑے لیکن ان گھروں کو شمار کیا جا چکا ہے۔ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ۷۰ء کے شروع میں اگر کوئی گھر والوں سے یہ دریافت کر چکا ہے کہ گھر اپنا ہے یا کرایہ کا، آپ نے اپنے گھر میں کوئی کرایہ دار تو نہیں رکھا ہوا ہے؟ وغیرہ تو سمجھئے کہ آپ کا گھر خانہ شماری میں آچکا ہے۔ اگر یہ سب نہیں ہوا تو محلہ میں دریافت کیجئے کہ ان سب کے گھر شمار ہو چکے ہیں یا نہیں۔ اگر کچھ گھر یا کوئی محلہ یا گاؤں خانہ شماری سے رہ گیا ہے تو اس کی طرف حکام کی توجہ مبذول کرائیے اور ہمیں مطلع فرمائیے (ملاحظہ فرمائیے شکایت کا طریقہ کار)

۲۔ مردم شماری کے مقامی افسران سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔

(الف) سرکاری افسران کو بتائیے کہ آپ کا مقصد مردم شماری میں صحیح اندراج کرانا ہے، ان سے۔

اردو میں مردم شماری لٹریچر طلب کریں

اگر وہ بتائیں کہ ان کے پاس مردم شماری کے متعلق اردو میں کوئی لٹریچر نہیں آیا تو ان سے فرمائش کیجئے کہ وہ مردم شماری کے ضلع کے صدر دفتر یا ریاستی دفتر سے اردو میں لٹریچر طلب کریں اور پھر آپ کو دیں اور جب مردم شماری کے متعلق لٹریچر مل جائے تو اس کو عوام میں تقسیم کر دیں۔ اور اگر نہ ملے تو برابر تقاضہ کرتے رہیں۔

اگر لٹریچر ۱۰۔۱۵ دن کے اندر اندر نہیں مل جاتا تو آپ سیدھا ایک خط رجسٹرار جنرل اینڈ سینسس آپریشن نئی دہلی کے نام لکھئے اور مردم شماری کے متعلق اردو میں لٹریچر طلب کیجئے۔

مردم شماری کے افسران بالا ہم سے وعدہ کر چکے ہیں کہ وہ اردو میں کثیر تعداد میں مردم شماری کے متعلق لٹریچر چھاپ رہے ہیں۔ افسران کو شکایت تھی کہ اردو لٹریچر کی مانگ ہی نہیں ہے۔ اب مردم شماری کے لٹریچر کی مانگ ہر شہر ہر قصبے اور ہر گاؤں سے ہونی چاہیے۔

بے گھر لوگوں کا اندراج

بڑے شہروں میں سڑکوں کے کنارے ہزاروں آدمی سوتے ہیں شمار کار ان لوگوں کا شمار ۱۹ اور ۲۰ فروری ۱۹۷۱ء کی درمیانی رات کو کریں گے۔ اگر مردم شماری کمیٹی کے کچھ افراد وہاں پہنچ جائیں لوگوں کو جگا کر ٹھیک جواب دلوانے میں شمار کار کی مدد کریں۔ تو زبان کے متعلق بھی اندراج صحیح ہو جائے گا۔ ورنہ سڑک پر تھک کر سوتے ہوئے غریب لوگ نیند میں اتنے مدہوش ہوتے ہیں کہ ان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ان کے متعلق کیا لکھا گیا ہے اور کیا نہیں۔

مردم شماری میں مہمانوں کا اندراج

قاعدہ تو یہ ہے کہ جن لوگوں کے گھر ہیں ان کو اپنے اپنے گھروں میں شمار کیا جائے جو لوگ دورہ کرتے ہیں یا لمبے عرصے کے لئے کسی جگہ گئے ہوئے ہیں اور ۱۹ فروری تک واپس آنے کی امید نہ ہو تو وہ جس جگہ ہوں وہاں اپنے آپ کو شمار کرا دیں اور اپنے گھر والوں کو بتا دیں کہ ان کو گھر پر نہ شمار کرایا جائے۔ اگر ایسے مہمانوں کو جو کافی عرصے کے لئے آپ کے گھر قیام کر رہے ہیں شمار کار شمار نہ کرے تو فوراً اس کی اطلاع افسران بالا کو کیجیے۔

مردم شماری میں بحیثیت مادری زبان کے اردو کا اندراج

الف۔ ہمیں عوام کو بتانا ہے کہ وہ مردم شماری میں اپنی مادری زبان اردو لکھوائیں مردم شماری کی سلپ میں سوال نمبر ۹، مادری زبان کے متعلق ہے۔

ب۔ مادری زبان کے لئے صرف اس کا بولنا اور سمجھنا کافی ہے۔ لکھنا پڑھنا آنا ضروری نہیں ہے۔

ج۔ مردم شماری سلپ میں شیر خوار بچوں اور گونگوں کی زبان وہی لکھی جائے۔ جو کہ گھر والوں کی لکھی گئی ہے۔

د۔ سرکاری زبان الگ اور مادری زبان الگ ہو سکتی ہے۔ اردو ہندوستان کی تسلیم شدہ ۱۴ زبانوں میں سے ایک ہے۔ اس لئے بغیر کسی ڈر یا خوف کے اپنی مادری زبان اردو درج کرانی چاہیے۔

اردو بحیثیت ثانوی زبان

مردم شماری سلپ میں سوال نمبر ۱۰ ثانوی زبان کے متعلق ہے اور عوام اس خانے میں دو ایسی زبانوں کے نام لکھا سکتے ہیں جن کو وہ سمجھ سکتے ہیں۔ بہت سے ایسے حضرات ہیں جن کی مادری زبان تو

اردو نہیں ہے۔ مگر وہ ہم اردو بولنے والوں کی بات سمجھ لیتے ہیں اور جو وہ جواب دیتے ہیں وہ ہماری سمجھ میں آجاتا ہے۔

ہم ان حضرات سے درخواست کرسکتے ہیں کہ وہ مردم شماری میں اپنی ثانوی زبان اردو لکھوائیں۔ یہ یاد رہے کہ ثانوی زبان کے لئے اس کا لکھنا پڑھنا آنا ضروری نہیں ہے۔

اگر مردم شماری کے کام کو لگن اور خاموشی کے ساتھ اور سابق مسئلے کی طرح اٹھایا گیا اور غیر ضروری جوش سے احتراز کیا گیا تو امید ہے کہ بہت سے لوگ اردو کو ثانوی زبان کی حیثیت سے لکھوائیں گے اور اردو جاننے والوں کا حلقہ وسیع تر ہو جائے گا۔

مردم شماری سلپ میں اندراج کا جائزہ

اگر اس کا یقین ہوتا کہ جو زبان عوام بتائیں گے۔ مادری زبان کے خانہ میں اسی زبان کا اندراج ہو جائے گا تو مسئلہ بہت آسان تھا۔ مگر گزشتہ تجربات کی بنا پر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اردو کو مادری زبان یا ثانوی زبان کی حیثیت سے بتانا کافی نہیں ہے اس کا جائزہ بھی لینا پڑے گا کہ شمار کا سلپ نمبر ۹ یا ۱۰ نمبر سوال کے آگے لفظ 'اردو' یا 3 لکھا ہے یا نہیں۔

اگر

اردو کا اندراج ٹھیک ہو گیا ہے۔ تو اپنا اطمینان ظاہر کرنے کے لئے مردم شماری سلپ کی پشت پر اپنے دستخط کر دیجئے۔ ہم اردو والوں نے یہ حق حاصل کر لیا ہے اور اس حق کی اطلاع رجسٹرار جنرل انڈیا نے سب ریاستوں کے ڈائرکٹر آف سینسس آپریشن کو سرکلر نمبر CTU - 69/22/9 میں دے دی ہے۔ اس لئے دستخط کرنا اور اپنی زبان کا صحیح اندراج کرانا ہمارا حق ہے۔

مردم شماری کے وقت طریقہ کار

ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہر اندراج بالکل صحیح ہو تاکہ ملک کے سامنے ہر زبان کی وسعت کی بالکل صحیح تصویر آجائے۔ اس کے لئے ہمیں سرکاری کارکنوں کو مندرجہ ذیل سہولتیں پہنچانی چاہئیں یہ یاد رہے کہ شمار کار کا یہ کام ۹۰٪ اعزازی طور پر کر رہے ہیں۔ اور آپ سے جو سوالات دریافت کریں گے وہ وہی ہوں گے جو سرکار معلوم کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے ان سے سوالات کے متعلق بحث نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ شمار کاروں کی مدد کرنی چاہئے۔

جب شمار کار محلہ میں آئے تو آپ یا آپ کے کارکن محلہ کے لوگوں کو بلا کر شمار کار کا تعارف کرا دیں تاکہ سب لوگ ان کے سوالوں کا جلد اور صحیح جواب دے دیں اور یہ ایک قومی کام ہے۔

لیکن

کوئی اندراج غلط نہ ہونے دیں۔ کیونکہ غلط اندراج سے ملک کی تصویر بگڑ سکتی ہے۔

آپ شمار کار کو آگاہ کرسکتے ہیں کہ غلط اندراج کرنے پر وہ قانونی گرفت میں آسکتے ہیں ان کو مردم شماری کے قانون کی دفعہ 11/b/2 کے مطابق چھ ماہ کی قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ تک ہو سکتا ہے۔

اگر شمار کار آپ کو آپ کی مردم شماری سلپ اندراج کے بعد نہیں دکھاتا ہے۔ تو آپ اس کو سرکلر نمبر (SEN) 9/62/69-CTU کا حوالہ دیجئے۔ جو یو۔پی میں دوبارہ ریاستی مردم شماری آفس سے سب ضلعوں کے مردم شماری کے سرکاری کارکنوں کو بھیجا جا رہا ہے۔

شکایت کرنے کا طریقہ

اگر معقولیت اور قانونی حوالوں کے بعد بھی آپ کی مادری زبان کا صحیح اندراج نہیں ہوتا تو آپ کو بغیر غصہ کے اپنی ناکامیابی کو مقدمہ کی شکل دینی ہے اگر آپ کو غصہ آگیا تو یہ سمجھ لیجئے کہ آپ اپنا مقدمہ پہلی ہی منزل پر ہار گئے۔

جو شمار کار مردم شماری کے قانون کو توڑ رہا ہے اور وہ درج نہیں کر رہا ہے جو کہ اس کو بتایا جا رہا ہے تو آپ یہ دیکھئے کہ وہ اس دن یہ حرکت کتنے اور گھروں میں کر رہا ہے۔ اب دوسرے دن کا انتظار نہ کیجئے۔ فوراً ایک درخواست لکھئے جس میں بلاک نمبر، محلہ، وارڈ اور ہو سکے تو شمار کار کا نام وغیرہ اور اس کے ساتھ اپنی شکایت لکھ دیجئے۔

جن لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہوتی ہے ہو سکے تو ان سے دستخط بھی کرا لیجئے اور اگر وہ کسی وجہ سے دستخط نہ کریں تو ان کا حوالہ ہی کافی ہے۔ یہ درخواست لے کر آپ بلاک کے سپروائزر کے پاس پہنچ جائیے۔ زبانی بھی سمجھائیے اور درخواست بھی دیجئے اگر اس موقع پر مقامی با اثر لوگ ایسی دو شکایتوں کے ساتھ چلے جائیں تو پھر آئندہ دنوں میں مردم شماری ٹھیک ہو جائے گی۔ مگر ہمدردان اردو کو ۲۳ فروری تک ہوشیار رہنا ہے اور اپنی مادری زبان کے اندراج کی نگرانی کرنی ہے۔

فرض کیجئے

بلاک کی سطح پر کام نہیں بنتا ہے تو ضلع کے کلکٹر وغیرہ کے پاس جو سرکاری طور پر مردم شماری کا کام کر رہا ہے جائیے اگر ممکن ہو تو اپنے حلقہ کے میونسپلٹی، ٹاؤن ایریا، اسمبلی یا پارلیمنٹ کے ممبر کو بھی ساتھ لے لیجئے۔ مقامی طور پر شکایت کا رفع ہونا آسان بھی ہے مفید بھی۔ لیکن جب یہاں سے بھی ناکامیابی ہو اور آپ کی مادری زبان ٹھیک نہ لکھی جائے تو آپ انجمن کے مرکزی دفتر کو خط میں سب حال اور اپنی کوششوں کا سب نتیجہ لکھئے۔ مگر ساتھ ہی تین درخواستیں ایک سرکاری ریاستی مردم شماری ڈائرکٹر کے لئے اور ایک سرکاری

مردم شماری دفتر۔ نئی دہلی کے لئے تاکہ آپ کی شکایت حکام بالا تک پہنچادی جائے۔

شکایت کرنے کے بعد خاموش نہ بیٹھئے۔ بلکہ ہر ہفتہ بذریعہ خط مردم شماری دفتر پتہ ریو ڈینک کالونی لکھنؤ کو اطلاع دیجئے کہ کام ہوا یا نہیں ہوا۔ آپ کا خط آنے پر دفتر آپ کو تو وسائل کی کمی ذرائع کے محدود ہونے کی بنا پر جواب نہیں دے سکے گا۔ لیکن مردم شماری کے حکام کی توجہ آپ کی شکایت کی طرف برابر مبذول کراتا رہے گا۔ اور امید ہے کہ مردم شماری کے متعلق ان بہت سی شکایتوں کا تدارک ہو جائے گا جو قاعدے کے مطابق کی جائیں گی۔

ضروری گزارش

اس کتابچہ کو پڑھنے کے بعد سب سے پہلا کام تو یہ کیجیے کہ مردم شماری کے مقامی سرکاری افسران سے مل کر یہ دریافت کیجیے کہ جو مردم شماری سلپ دیکھنے کے قوانین اس کتابچے میں درج ہیں۔ ان کی اطلاع آپ کے ضلع، شہر، قصبہ یا گاؤں تک پہنچی ہے یا نہیں پہنچی۔ اگر نہیں پہنچی ہو تو دوسرے حلقوں کے افسران سے معلوم کیجیے کہ وہاں بھی اطلاع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر ان لوگوں کو بھی اطلاع نہیں ہو تو ضلع کے مردم شماری افسر سے ملئے۔

ضلع کا مردم شماری حاکم آپ کو جو بھی جواب دے خواہ اس کا جواب اطمینان بخش ہو یا نہ ہو مجھے مطلع فرمایئے اور پھر برابر اس کی خبر رکھئے کہ اردو کے متعلق سرکلر تمام سرکاری کارکنوں یہاں تک کہ شمار کار تک پہنچ جائیں۔

ہمدردان اردو سے اپیل

خود مردم شماری کمیٹیاں قائم کیجئے اور اپنے دوستوں اور جاننے والوں سے درخواست کیجیے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں مردم شماری کا کام منظم طریقے پر چلائیں۔ ایسے اخبارات جن کو اردو سے دلچسپی ہے اور جو اس خوبصورت زبان کی بقا چاہتے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اس مضمون کو اپنے اخباروں اور رسالوں میں شائع کرنے کی زحمت فرمائیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک مردم شماری مہم کو منظم طریقہ پر چلانے کا پیغام پہنچ جائے۔ اگر اس مردم شماری میں اردو جاننے والوں کی صحیح تعداد کا اندراج ہو جاتا ہے تو اردو کو وہ بہت سی سہولتیں اور حقوق مل جائیں گے۔ جن سے وہ آج محروم ہے۔

عوام کی توجہ مردم شماری کی طرف مبذول کرانا

آپ کے ہاتھ میں جو کتابچہ ہے۔ یہ کارکنوں کو پڑھنے کے لئے دیجئے تاکہ ان کے ذہن میں مردم شماری کی اہمیت اور اس کے متعلق سرکاری طریق کار کا نقشہ صاف ہو جائے اور وہ مردم شماری کے کام میں پورے اعتماد سے حصہ لے سکیں۔

مردم شماری سلپ کا جائزہ لینا کہ اس میں مادری زبان کا اندراج ہوا ہے یا نہیں عام آدمی کے لئے جھگڑے کی چیز ہے اسی لئے اگر آپ ہینڈبل جس کا نمونہ دوسرے صفحے پر دیا گیا ہے چھپوا کر اپنے حلقہ میں تقسیم کرادیں، تو آپ کے کارکنوں کو عوام سے گفتگو کرنے میں آسانی ہوگی اور گھر والے کو یاد رہے گا کہ اس کو مردم شماری کے وقت کیا کرنا ہے۔

اشتہار کا نمونہ

مردم شماری میں اردو والوں کے فرائض

۱۔ آپ کے گھر کی اور آپ کے محلہ یا گاؤں کی خانہ شماری ہو چکی ہے یا نہیں۔ اگر ہو چکی ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں ہوئی ہے تو درج ذیل پتوں پر اطلاع دیجئے اور خانہ شماری کرایئے۔

۲۔ جب شمار کار آئے تو اپنی اور اپنے گھر والوں کی مادری زبان اردو لکھوایئے۔ یاد رکھئے کہ مردم شماری میں مادری زبان کا خانہ نمبر ۱۲ ہے۔ مادری زبان کے لئے اس کا لکھنا پڑھنا آنا ضروری نہیں ہے۔ گونگے لوگوں اور بچوں کی زبان وہی ہوگی جو گھر والوں کی زبان ہے۔

۳۔ مردم شماری ہو جانے کے بعد ہر خاندان کے سربراہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دیکھ لے کہ خانہ نمبر ۱۲ میں اس کی مادری زبان اردو لکھی گئی ہے یا نہیں۔ اگر اردو لکھی ہے تو وہ اپنے خاندان والوں کی مردم شماری سلپ کی پشت پر (اگر سربراہ خواندہ ہے تو) دستخط کر دے۔

خاندان کا سربراہ وہ ہے جس کو خاندان والے اپنا سربراہ کہیں۔ جو سربراہ ان پڑھ ہیں ان کو بتانا ہوگا کہ لفظ اردو ان کی ریاستی زبان میں کیوں کر لکھا جاتا ہے (مثلاً اتر پردیش میں ہندی کے لکھ کر بتانا ہوگا) اور ان کے گھر میں کسی دیوار پر یہ لفظ اس طرح لکھ دیجئے کہ وہ اس کو دیکھتے رہیں اور مردم شماری کے وقت اس کو دیکھ کر سلپ کے اندراج کی تصدیق کریں۔

۴۔ اپنے ایسے دوستوں سے جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے درخواست کیجئے کہ وہ اپنی ثانوی زبان خانہ نمبر ۱۵ میں اردو لکھوائیں۔

۵۔ اگر شمار کار مردم شماری سلپ میں اندراج ٹھیک نہیں کرتا ہے تو شکایت کیجئے۔

۶۔ درج ذیل پتوں سے مزید تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں اور شکایتیں کی جاسکتی ہیں۔

مقامی شمار کار یا کارکن (جیسی ضرورت ہو) کا پتہ۔

کل ہند دفتر کا پتہ:۔ سلطانہ حیات انچارج مردم شماری کمیٹی انجمن ترقی اردو (ہند) ۵۸ ریو ڈینک کالونی۔ لکھنؤ

ضروری گذارش

یہ مضمون مردم شماری اور ۱۹۷۱ء اردو پہلے قومی آواز میں شائع ہوا ہے اور پھر ازراہ کرم اردو کے دوسرے اخباروں نے بھی اس کو شائع کر دیا اور اب مردم شماری کے کارکنوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے مجبوراً ہمیں اس کتابچے کی قیمت ۱۵ پیسے رکھنی پڑی ہے۔ اسی طرح جو نمونے کا اشتہار دیا گیا ہے اس کو مقامی طور پر خود شائع کرا لیجئے۔ اگر زحمت ہو تو ہمارا دفتر بھی آپ کے لئے یہ اشتہار شائع کر سکتا ہے۔

اشتہار چھپوانے کے لئے مبلغ دس روپیہ فی ہزار بذریعہ منی آرڈر اور وہ نام جو اشتہار میں شامل کئے جائیں گے لکھ کر بھیج دیجئے۔

اگر مقامی طور پر اشتہار اور یہ کتابچہ کوئی صاحب مفت تقسیم کرانے کے لئے چھپانا چاہیں تو ضرور چھاپ لیں۔ اگر کتابچے میں کوئی تبدیلی کریں تو ہمارے دفتر سے اجازت لینی ضروری ہے۔

حاصل کیا ہوگا؟

ریاستی حد بندی کمیشن نے پندرہ سال ہوئے اپنی رپورٹ میں لسانی اقلیتوں کے لئے بعض مراعات کا اعلان کیا تھا، جو اس طرح تھا کہ جہاں اقلیتوں کی تعداد اتنی اتنی ہو وہاں یہ یہ حقوق دیئے جائیں۔ اسی رپورٹ کی باتوں کو حکومت نے قانونی شکل میں تو نہیں مانا، لیکن رواجی شکل میں مان لیا۔ اور اسی بنا پر سمپورنانند جی نے جب وہ وزیر اعلا تھے بعض ضلعوں کو جہاں اردو والوں کی تعداد کافی تھی، بعض حقوق دئے اس کے علاوہ جگہ جگہ تحصیلوں اور ٹاؤن ایریا کو بھی حقوق ملے سرکاری کاغذوں کی اشاعت وغیرہ میں بھی ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے مثلاً ووٹر لسٹ اردو میں شائع ہوئیں۔ اگر اردو والوں کی تعداد صحیح درج ہوگی تو وہ ۱۹۶۱ کی مردم شماری سے بہت زیادہ ہوگی اور یقین ہے کہ اس طرح جہاں اردو جاننے والوں کی تعداد صحیح درج ہو جائے گی وہاں ان کو بہت حقوق مل سکتے ہیں اور مزید حقوق حاصل کرنے کے لئے مردم شماری کی تعداد ایک ٹھوس بنیاد بن سکتی ہے۔

فروغ اردو مردم شماری مہم کا جلسہ کاکوری میں

لکھنؤ:- ادارہ فروغ اردو مردم شماری مہم کا ایک نمائندہ جلسہ نور اللغات آفس کاکوری میں زیر صدارت شری بابو رام گپتا صدر انجمن ترقی اردو کاکوری منعقد ہوا جس میں مردم شماری ۱۹۷۱ء میں اپنی مادری زبان اردو لکھوانے کی پرزور اپیل کی گئی اور اس کے مقاصد پر ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی اور مولانا محمد حسین شمس علوی کنوینر مردم شماری کمیٹی نے روشنی ڈالی اور قمر سیوانی، طاہر محسن علوی، احمد ابراہیم علوی، سعادت علی صدیقی اور سعید احمد علوی نے مردم شماری کے طریقہ کار نیز مادری زبان اردو کے اندراجات کی اہمیت اور افادیت پر اظہار خیال کیا۔

● قمر سیوانی

گورکھپور میں مردم شماری کمیٹی کا قیام

گورکھپور، مقامی ادبی انجمن "نئے زاویے" کا ایک جلسہ جس میں خصوصی طور پر مردم شماری کے سلسلے میں غور کیا گیا۔ "نئے زاویے" کے جنرل سکریٹری ایم کوٹھیاوی راہی نے ممبران سے اپیل کی کہ وہ تمام اردو دوستوں کو اس بات کے لئے تیار رکھیں کہ وہ مردم شماری کے وقت اپنی مادری زبان اردو لکھوائیں اور اس سلسلے میں احتیاط سے کام لیں۔

اس سلسلے میں ایک کمیٹی کی تشکیل بھی کی گئی جس کا کنوینر پیام گورکھپوری کو بنایا گیا ہے۔ مردم شماری کے وقت اگر کسی شخص کو کوئی شکایت ہو تو وہ فوراً پیام گورکھپوری کو مطلع کر دے تاکہ متعلقہ افسران سے ملاقات کر کے شکایتوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

● قومی آواز

مردم شماری کمیٹی الہ آباد کے جلسہ کی کارروائی

انجمن انیس ادب کے زیر اہتمام مردم شماری کمیٹی الہ آباد کا ایک جلسہ ۱۰ر جنوری کو زیر صدارت جناب ڈاکٹر سید محمد عقیل صاحب منعقد ہوا۔

پروفیسر سید احتشام حسین صاحب، پرنسپل نثار عباسی، شفیق ہمدم (کنوینر) اور ساحل مانک پوری انچارج مردم شماری نے مردم شماری کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

پروفیسر سید احتشام حسین صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں اردو بولنے والوں کی غفلت اور کوتاہی نے اردو کے مقصد کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا۔ اب دس سال بعد یہ موقعہ پھر ملا ہے۔ لہٰذا اردو دوستوں کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر یہ پیغام گھر گھر پہنچا دینا چاہئے کہ ۱۹۷۱ء کی مردم شماری میں وہ اپنی مادری زبان اردو درج کرائیں۔ اس موقعہ پر ہماری کوتاہی اردو بولنے والوں کے لئے بڑی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

غیر اردو داں سے بھی یہ درخواست کی جائے کہ وہ اپنی دوسری زبان اردو لکھائیں کیونکہ شمالی ہندوستان کے تمام صوبوں میں ہندی اور اردو دو ہی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

شفیق ہمدم (کنوینر مردم شماری کمیٹی) نے اپنی تقریر میں کہا کہ اردو زبان گنگا جمنی تہذیب کا دوسرا مقدس نام ہے۔ یہ ہندوستان کے تمام رہنے والوں کی مشترکہ زبان ہے اس کی ترویج و اشاعت میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی سبھی نے مل کر حصہ لیا ہے یہ ایک مخصوص فرقہ یا مذہب کی زبان نہیں بلکہ یہ تمام زندہ قوموں کی زبان ہے اس کا ادب بہت وسیع اور پائندار ہے لہٰذا اس کی بقا اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب مل کر ۱۹۷۱ء کی مردم شماری میں اپنی مادری زبان اردو اور صرف اردو لکھائیں۔

پرنسپل نثار عباسی نے بھی اردو کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ اس موقع پر عمل کرنے اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ساحل مانک پوری نے کہا کہ تعداد کے لحاظ سے ہی آئینی حقوق ملا کرتے ہیں اور اس حق کو حاصل کرنے کے لئے ہر اردو دوست کو چاہئے کہ وہ اپنی مادری زبان اردو لکھائے سلپ یا فارم بھر چکنے کے بعد یہ ضرور دیکھیں کہ اندراج صحیح ہوا ہے یا نہیں۔ پنسل سے بھرے گئے کی تصدیق نہ کریں۔ جن گھروں میں مرد موجود نہ ہوں وہاں عورتوں کو چاہئے کہ کسی عزیز یا پڑوسی سے اس کی تصدیق کرائیں

حالیہ مردم شماری اردو کی بقا اور اس کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے بشرطیکہ ہم اپنے فرض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔ آخر میں ڈاکٹر سید محمد عقیل صاحب نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ محلہ وار کمیٹیوں کا یہ فرض ہے کہ مردم شماری کے وقت ہوشیار رہیں اور سرکاری اہلکاروں کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔

• انچارج مردم شماری کمیٹی۔ الٰہ آباد

جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش کا گشتی مراسلہ

ہر متمدن ملک کی منصوبہ بندی کا انحصار اس کی مردم شماری پر ہوتا ہے اس لئے ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ مردم شماری میں تعاون کرے تاکہ اندراجات صحیح ہوں۔ ساتھ ہی یہ اندازہ ہو جائے کہ اردو کتنے لوگوں کی مادری زبان ہے اور ملک میں ایسے لوگوں کی تعداد کتنی ہے جن کی مادری زبان تو اردو نہیں ہے مگر وہ اردو سمجھ لیتے ہیں اگر مردم شماری میں اردو بولنے اور سمجھنے والوں کی صحیح تعداد کا اندراج ہو جاتا ہے تو ہمیں اردو کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے میں آسانی ہوگی۔ دراصل یہ مردم شماری اردو کے بقا کے مسئلے کو طے کر سکتی ہے بشرطیکہ اردو کے ہمدرد منظم کوشش کریں۔ لہٰذا ہر جگہ مردم شماری کے کام کو منظم کرنے کے لئے حسب ذیل طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔

مردم شماری کے کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہر حلقے یا گاؤں یا قصبے یا شہر میں اردو کے ہمدرد مل کر ایک مردم شماری کمیٹی بنالیں۔ اس کمیٹی کے ذمہ یہ کام ہوں:-

(۱) مردم شماری کے سرکاری طریقہ کار سے خود واقفیت حاصل کرنا اور عوام کو باخبر رکھنا۔

(۲) یہ دیکھنا کہ مردم شماری میں ہر فرد اور ہر گھر شمار کر لیا جائے۔

(۳) مردم شماری فارم (سلپ) میں ہر اطلاع صحیح درج کرانا۔

(۴) اگر کوئی اطلاع خلاف واقعہ درج کر لی جاتی ہے تو اس کو ٹھیک کرانا اور اس میں رکاوٹ پیش آئے تو افسران بالا کو توجہ دلانا۔

(۵) اردو کارکنوں کی چھوٹی چھوٹی میٹنگ کرانا اور ان کو مردم شماری کے کام سے باخبر کرنا نیز یکم فروری ۱۹۷۱ء سے قبل "یوم اردو" کے نام سے جلسہ عام منعقد کرنا۔

(۶) سرکاری دفتروں سے مردم شماری کا لٹریچر اردو میں حاصل کر کے اس کو عوام میں تقسیم کرنا۔

(۷) کمیٹی کے قیام کی رپورٹ صوبائی انجمن کے دفتر پر روانہ کرنا نیز اخبارات میں اس کی تشہیر کرانا۔

ریاستی سطح پر ناظم مردم شماری (حیدرآباد) اور ضلع کی سطح پر کلکٹر ضلع اس کام کے ذمہ دار ہیں۔ کلکٹر کی حیثیت مردم شماری کے ڈسٹرکٹ آفیسر کی ہوگی اور اس کام میں ریوینیو ڈویژنل آفیسر، تحصیلدار اور میونسپل سکریٹریز اور بی۔ ڈی۔ او، کلکٹر کی مدد کریں گے۔

یکم فروری ۱۹۷۱ء کو طلوع آفتاب کے ساتھ مردم شماری کا کام شروع ہو کر ۱۹ر فروری ۱۹۷۱ء کو غروب آفتاب کے وقت ختم ہو جائے گا۔

قانونی طور پر ہر شخص کے لئے الگ الگ فارم ہوگا جس کی خانہ پری اس کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق ہونی چاہئے۔ ہر فرد یا اس کے خاندان کے سرپرست کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فارم کی تکمیل کے بعد یہ دیکھ لے کہ مادری زبان کے خانہ نمبر (۱۴) میں مادری زبان اردو کا اندراج صحیح کیا گیا ہے یا نہیں اگر اندراج صحیح نہ ہو تو فارم پر دستخط نہ کئے جائیں۔ آندھرا پردیش میں دوسری زبانوں کے ساتھ خانہ پری کے فارم اردو میں بھی ہوں گے۔

انجمن ترقی اردو (آندھرا پردیش) نے آئندہ مردم شماری کے متعلق پوسٹر اور ہینڈبل شائع کئے ہیں جن کی تقسیم کرنول کنوینشن کے موقع پر عمل میں آئی تھی۔ اگر انجمن کی شاخوں کو یا مردم شماری کی کمیٹیوں کو ان کی ضرورت ہو تو وہ انھیں دفتر انجمن سے حاصل کریں یا پھر وہ ڈاک خرچ کی ذمہ داری لینے کو تیار ہوں تو انھیں انجمن کے دفتر سے یہ لٹریچر روانہ کیا جاسکتا ہے۔ • حبیب الرحمٰن معتمد عمومی

گوالیار میں مردم شماری کمیٹی کا قیام

انجمن ترقی اردو شاخ گوالیار کے زیر اہتمام گریٹر گوالیار کے اردو دوستوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس کی صدارت ڈاکٹر رفیع احمد خاں صاحب نے فرمائی۔

انجمن کے جنرل سکریٹری وقار صدیقی نے آزادی کے بعد اردو زبان کے ساتھ برتی گئی ناانصافیوں کا ذکر کیا اور فروری ۷۱ء میں ہونے والی مردم شماری کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس موقع پر ہمارا لسانی شعور پوری طرح بیدار رہنا چاہیے تاکہ اردو بولنے والوں کی صحیح تعداد معلوم ہوسکے، اس سے اردو کی تحریک کو مدد ملے گی۔ آپ نے مزید کہا لیکن ہماری ذمہ داری یہیں ختم نہیں ہوجاتی پچھلے بائیس برس کے تجربوں سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اردو محض ارباب اقتدار کے رحم و کرم پر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اردو والوں کو اسے زندہ رکھنے کے لئے اپنے طور پر زبردست کوشش اور جدوجہد کرنی ہوگی، ساتھ ہی انھیں اب اردو کے معاملے کو ملک کی جمہوری رائے عامہ کے سامنے پیش کرنا ہے تاکہ وہ پوری طرح ملک کی جمہوری جدوجہد کا حصہ بن سکے۔

مردم شماری کے کام کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے مردم شماری کمیٹی کا قیام عمل میں آیا، جس میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

کنوینر جناب وقار صدیقی

ممبران۔ جناب ڈاکٹر رفیع احمد خاں، جناب مقبول احمد میونسپل کارپوریٹر، جناب محمد فاضل ایڈوکیٹ، جناب کشن تلوانی، جناب شفیق رحمانی، جناب رؤف جاوید، جناب سہیل احمد، جناب عبدالحمید، جناب صابر علی۔

یہ کمیٹی ہر محلہ میں (جہاں اردو بولنے والوں کی ایک قابل لحاظ آبادی ہے) سب کمیٹیاں قائم کرے گی، تاکہ ہر محلہ میں کارکنوں کی نشستیں اور عام جلسے منعقد کئے جاسکیں، جن میں اردو زبان کی اہمیت اس کے خلاف ہونے والے ظلم اور ناانصافی سے عوام کو باخبر کیا جائے گا۔ ساتھ ہی یہ پرچار بھی کیا جائے گا کہ فروری میں ہونے والی مردم شماری میں مادری زبان کے خانہ میں اردو لکھوائی جائے۔

• رؤف جاوید

ضلع بستی میں مردم شماری کمیٹی کی سرگرمیاں

ضلع بستی میں انجمن ترقی اردو کے تحت مردم شماری کمیٹی ضلع بستی کا ایک جلسہ تحصیل ڈومریاگنج، تحصیل نوگڑھ کے کارکنان کا زیر صدارت مولانا ابوالبقا منعقد ہوا۔ مختلف گوشوں سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

جناب صدر نے ایک مختصر تقریر میں اردو زبان کی اہمیت اور اس کی شیرینی کا ذکر کرتے ہوئے اسے ہندو مسلمانوں کا مشترکہ سرمایہ بتلایا۔ پھر قاضی محمد عدیل عباسی نے تفصیل سے بیان کیا کہ کس طرح اردو صرف مسلمانوں کی زبان نہیں ہے اور نہ اس کا کسی دوسرے ملک سے کوئی تعلق ہے۔ یہ ہندوستان میں پیدا ہوئی یہیں پلی اور پروان چڑھی اس سے تعصب اور تنگ نظری برتنا ملک اور جمہوریت کے ساتھ زیادتی ہے آپ نے ۱۹۵۱ء کی مردم شماری میں زیادتیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں انجمن ترقی اردو کی کوششوں سے دو تحصیلوں نوگڑھ اور ڈومریاگنج میں یہ حقوق ملے ہیں کہ جو بھی اردو میں چھپی ہے اور ووٹر لسٹ بھی اردو میں شائع ہوئی آپ نے تفصیل سے بتلایا کہ کس طرح کام کرنا چاہئے اور گھر گھر اردو کا پیغام پہنچانا چاہئے کہ جن لوگوں کی مادری زبان اردو ہے وہ اپنی زبان اردو بتلائیں اور سربراہ خاندان دیکھے کہ سلپ پر صحیح اندراج ہوا ہے اور تب پشت پر اپنے دستخط کردے اور اگر غلط اندراج ہو تو فی الفور ضلع مردم شماری کمیٹی دفتر انجمن ترقی اردو بستی کو تین فارموں پر دستخط کرکے جس کا خاکہ بتلا دیا گیا اطلاع دے۔ اس کے بعد تحصیل ڈومریاگنج کو حلقوں میں تقسیم کرکے ان کے لئے کارکن مقرر کئے گئے اور کافی لوگوں نے انجمن کی رسیدات وصولی چندہ کے لئے لیں۔ ایک تحصیل کمیٹی کی بھی تشکیل کی گئی اور ڈاکٹر سعید اللہ علی صاحب انچارج مقرر کئے گئے تحصیل نوگڑھ کے لئے مولانا ابوالبقا صاحب حاجی مہدی حسن صاحب اور مولوی محمد اقبال صاحب انچارج بنائے گئے کہ اسی طرح اسے منظم کریں۔ جناب صدر کی اختتامی تقریر پر جلسہ ختم ہوا۔

• محمد شکیل ایڈوکیٹ



اوکھلا کی مردم شماری کمیٹی

نئی دہلی:۔ جمعیۃ علما اوکھلا (جامعہ نگر) کے ناظم اعلیٰ جناب سید نظر برقی نے مردم شماری کے کام کو تیز تر اور وسیع پیمانے پر کرنے کے لئے ایک مردم شماری کمیٹی کی تشکیل کا اعلان کیا ہے جس کے کنوینر وہ خود ہوں گے۔ دوسرے ممبران کے نام یہ ہیں: عبدالغفار صاحب، مرزا فریدالحسن بیگ صاحب، عبدالکریم صاحب، عبدالستار صاحب، حاکم علی صاحب، عنوان چشتی صاحب، عبدالمجیب خاں صاحب قمرالاسلام صاحب، جمیل اشرف نعمانی صاحب، صغیر احمد خاں صاحب اور عبدالوحید خاں صاحب۔

جناب نظر برقی نے ایک اخباری بیان میں بتایا کہ مردم شماری کے سلسلے میں باہمی اشتراک اور تعاون سے کام کیا جائے اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ مادری زبان کے خانہ میں صحیح اندراج کیا جائے اور کوئی محلہ کوئی گھر اور کوئی فرد چھوٹنے نہ پائے مادری زبان کا خانہ مردم شماری کے فارموں میں ۱۴ نمبر پر ہے۔ اس خانہ میں مادری زبان اردو دیوناگری رسم الخط میں لکھی جائے گی اس کا بتانا ضروری ہے سید نظر برقی نے مزید کہا کہ مردم شماری کے فارموں کو دیکھنے کی اجازت خاندان کے سربراہ کو ہے اور سربراہ کوئی بھی ہو سکتا ہے یہ ضروری نہیں کہ گھر کا بڑا بوڑھا ہی سربراہ ہو گھر والے جسے مجاز کریں وہ فارم کو دیکھ سکتا ہے اور اس کی پشت پر دستخط کر سکتا ہے۔

● جمیل اشرف نعمانی سکریٹری

لکھنؤ میں مردم شماری مہم

لکھنؤ:۔ ضلع لکھنؤ میں مردم شماری مہم کے سلسلے میں ایک جلسہ سوڈی گنج (لکھنؤ) میں سراج احمد خاں صاحب کی صدارت میں ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ شہر اور ضلع میں علاقائی دفاتر قائم کئے جائیں جہاں سے عوامی رابطہ کا کام کیا جائے۔ وارڈ کی سطح پر جلسے کئے جائیں اور کمیٹیاں بنائی جائیں جلسہ نے ضلع لکھنؤ کے لئے ۱۵ افراد پر مشتمل ایک مردم شماری کونسل قائم کی جس کے زیر اہتمام شہری اور دیہی علاقوں میں منظم کام شروع کر دیا جائے گا۔ پروگرام کے پہلے جز کے طور پر محلوں اور دیہاتوں میں تربیتی نشستیں منعقد کی جائیں گی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے سنڈی کیٹ حامی شہر کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری شری نرائن سروپ سرانے کہا کہ تمام سیاسی پارٹیوں کے مسلم و غیر مسلم کارکنوں کو اپنی مادری زبان اردو لکھوانا چاہئے تاکہ اردو کو اس کا حق مل جائے۔

● قومی آواز

مردم شماری کمیٹی کا گشتی وفد

لکھنؤ:۔ انجمن ترقی اردو کے زیر اہتمام مردم شماری کمیٹی کا ایک گشتی وفد عنقریب لکھنؤ کے دوسرے قصبات کا دورہ کرنے والا ہے اور اس نے ایک پروگرام مرتب کیا ہے مولانا محمد حسین شمس علوی صدر لکھنؤ مردم شماری کمیٹی سے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب کمیٹی کا ایک گشتی دستہ سیتاپور کے علاقہ لسواں خیرآباد اور سیتاپور وغیرہ کا دورہ کرے گا۔ اس حلقہ کی ذمہ داری عمر لسوانی نے لی ہے اور اسی سلسلے میں گشتی دستہ جگوڑ اور ملیور وغیرہ قصبات کا بھی دورہ کرے گا اور وہاں اپنی فعال کمیٹیاں بنائے گا تاکہ اس دوران جبکہ دوبارہ مردم شماری کی کوئی دوسری تاریخ مقرر ہو کمیٹیاں اپنا کام پورا کر لیں۔

قومی آواز

صفحہ ۱۲ سے آگے

اور کہیں اودھی وغیرہ۔ افسوس یہ ہے کہ ان مختلف بولیوں سے متعلق ہنوز تحقیق کا سلسلہ بھی جیسا کہ چاہئے شروع نہیں ہوا ہے، ورنہ کتنی ہی الجھی ہوئی گتھیاں از خود سلجھ جاتیں، مثال کے طور پر ڈاکٹر آمنہ خاتون نے افضل کی بکٹ کہانی کے متعلق لکھا ہے کہ "یہ دلی سے پچاس پچپن میل کے فاصلے پر لکھی گئی" (ص۲۲) حالانکہ "بکٹ کہانی" کی زبان کو کھڑی بولی پر مبنی کہنا ایک ایسا دعویٰ ہے جس کے لئے ہنوز کوئی مستحکم ثبوت فراہم نہیں کیا جا سکا ہے، اس کا مصنف بقول قائم از سکان دیار مشرق ہے اور اس کی زبان "پوربی" ہے وہ پوربی جس میں کبیر اور جائسی جیسے بزرگوں سے ایک مسلسل ادبی روایت ملتی ہے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر آمنہ خاتون کے اس رسالے کو نمونہ بنا کر مختلف بولیوں کی ابتدا اور ان کی علمی اور ادبی روایات کی تحقیق کا سلسلہ اب شروع ہوگا۔

فضلی کی کربل کتھا کا بھی ڈاکٹر موصوفہ نے ذکر کیا ہے جس کی زبان کو کریم الدین نے "لچر" کہا ہے کریم الدین کی اس رائے کی بابت ڈاکٹر آمنہ خاتون نے لکھا ہے:۔ "یہ ناپسندیدگی ذاتی یا شخصی ہوئی جو غیر شعوری طور پر ظاہر ہو گئی..... اور نظر انداز ہونے کے قابل ہے۔" (ص۲۵)

یہ بات اس قدر سرسری طور پر نظر انداز ہونے کے قابل نہیں ہے، فضلی کے حالات سے ہماری واقفیت نہ ہونے کے برابر ہے کتاب کے "سبب تالیف" میں ایک جگہ محمد شاہ اور ایک جگہ قدم شریف کا ذکر آیا ہے، فاتحات میں دو مقامات پر احمد شاہ کا نام نظم ہوا ہے، محض اتنی بات اس کے دہلوی الاصل تسلیم کرنے جانے کے لئے کافی نہیں ہے اس سلسلے میں کوئی قطعی حکم لگانے سے پہلے ہمیں تصنیف و مصنف سے متعلق مزید معلومات فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے بہر حال ڈاکٹر آمنہ خاتون کا یہ رسالہ ضخامت میں کم تر سہی قدر و قیمت میں نہایت برتر ہے، انھوں نے اس رسالے میں تاریخ زبان کی کئی الجھی ہوئی گتھیوں کو نہ صرف خود سلجھا دیا ہے بلکہ آئندہ تحقیق کے لئے ایک نئی راہ دکھائی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کارنامہ ہر طرح قابل ستائش ہے۔ دکنی کی ابتدا سے متعلق اس رسالے میں جملوں کی ساخت اور کہیں کہیں الفاظ پر بھی دکنی اثرات نظر آتے ہیں، اس کو بھی اس رسالہ کی ایک خصوصیت کہنا غالباً مبالغہ نہ ہو۔

-*-

تبصرہ

محمد انصار اللہ

• دکنی کی ابتدا۔ تحقیق کی نظر میں

• مصنف۔ ڈاکٹر آمنہ خاتون

• ملنے کا پتہ۔ ۱۴۲/۲ قصر ڈراس، لال باغ روڈ، حیدرآباد

• قیمت۔ دو روپے

کئی سال ہوئے ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر آل احمد سرور نے شکایت کی تھی کہ تحقیق میں جس نکتہ سنجی کی ضرورت ہے وہ یہاں مفقود ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ ہمارے یہاں تحقیق میں قیاسات اور مفروضات کو بہت دخل رہا ہے اور ہم خود اپنے ہی تراشے ہوئے بتوں کے سبب اکثر گمراہی میں مبتلا رہے ہیں باوجودیکہ حقیقت بار بار اپنا جلوہ دکھاتی ہے ہماری عقیدت اس پر پردہ ڈالے رہی ہے اور ہم وہم و خیال کی وادیوں میں مدتوں بھٹکتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل کے تاریخ ساز کارنامے "معراج العاشقین کا مصنف" کے بعد ڈاکٹر آمنہ خاتون کا رسالہ "دکنی کی ابتدا، تحقیق کی نظر میں" اس حقیقت پر دال ہے کہ اب ہمارے یہاں تحقیق کا واقعی شعور پیدا ہو چلا ہے اور یہ صورت حال نہایت خوش آئند اور مبارک ہے۔

اردو ادب کے طالب علم کے لئے سب سے زیادہ دشوار بلکہ بعض اوقات ناقابل فہم بھی بالعموم وہ مقامات ہوتے ہیں جہاں مختلف قدیم بولیوں سے متعلق بحثیں ہوتی ہیں، اس کا سبب غالباً یہی ہے کہ ان بحثوں میں مفروضات اور قیاسات کی مدد سے ناممکن کو ممکن اور خلاف حقیقت بات کو عین حقیقت بنا کر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ ڈاکٹر آمنہ خاتون نے اس رسالے میں اس نوعیت کی بحثوں کی جگہ جگہ نشاندہی کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حقیقت تک پہنچنے کے لئے محض تاویل و توجیہہ کافی نہیں ہے" لازم ہے کہ اپنے تعصبات اور نظریات سے بھی ہٹ کر حقائق کا جائزہ لیا جائے اس سلسلے میں تین اقتباس پیش کئے جاتے ہیں۔ "ان بزرگوں کے اس استدلال میں عجیب بات یہ ہے کہ انھوں نے آٹھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں سندھ اور ملتان میں جس زبان کی ابتدا فرض کی تھی اس کا پہلا مستقل اور مسلسل نمونہ انھیں سات سو سال بعد ۔ ۔ ۔ دکن میں ملا" (ص۱۱)

"یہ فرض کرنا کہ دکن میں ان پورے پونے سات سو سال کے عرصے میں ۔ ۔ ۔ دکنی وجود میں نہیں آئی بلکہ دفعتہً ۱۳۲۷ میں دلی کی آبادی کے دولت آباد میں منتقل ہو جانے سے موجود ہو گئی ۔ ۔ ۔" (ص۱۵)

"ڈاکٹر مسعود (اکو بجا طور پر تعجب ہوا کہ (معراج العاشقین) میں جدیدیت اور کدم راو اور پدم میں جو پچاس سال بعد کی تصنیف ہے قدامت کیوں ہے؟ یہ الٹی گنگا کیسے بہی ہے ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر مسعود کے دو نظریوں نے ایک یہ کہ دکنی زبان دلی اور نواح دلی ہی سے دکن میں آئی اور دوسرا یہ کہ زبان دکنی میں زبان دہلوی کی بہ نسبت جو پرانا پن پایا جاتا ہے وہ اس لئے نہیں کہ دکنی قدیم تر زبان ہے بلکہ اس لئے کہ وہ قدامت پرست ہے ۔ ۔ ۔ انھیں راستے پر پہنچنے نہیں دیا۔" (ص۱۴)

تحقیق خواہ واقعات و سنین کی ہو خواہ حروف و الفاظ اور زبان و بیان کی نہایت نازک اور مشکل کام ہے، لسانیاتی تحقیق کا انحصار چونکہ الفاظ کے لہجہ اور تلفظ پر ہوتا ہے یہاں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کسی عبارت کا محض قدیم ہونا کافی نہیں، اس کے زمانہ تحریر کی قدامت پر بھی نگاہ رکھنی مناسب ہے حروف کی ساخت، تحریر کا انداز، لفظوں کا املا اور تلفظ بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے پھر کاتب کے تصرفات بھی عجیب گل کھلاتے ہیں، اس سلسلے میں بکٹ کہانی کے مختلف قلمی نسخوں کا حال دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے (مقدمہ بکٹ کہانی مطبوعہ ۱۹۷۰ء) تحریر اور تلفظ پر زمانی کے ساتھ مکانی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں اور یہ بھی نہایت دور رس نتائج کے حامل ہوتے ہیں پھر مختلف بولیوں کے لب و لہجے سے عملی واقفیت بھی فراہم کی جائے تو بہتر ہے محض علمی کتابوں پر انحصار کافی نہیں، تاریخی واقعات پر بھی بہت اچھی نگاہ ہونی ضروری ہے لیکن اس سلسلے کی بحثوں کے مطالعے سے اکثر یہ احساس ہوا ہے کہ ان پہلوؤں پر کما حقہٗ توجہ نہیں کی گئی مثال کے طور پر ان بحثوں کا آغاز اس مفروضے سے ہوتا ہے کہ:۔ "شورسینی اپ بھرنش شمالی ہند کی لنگوا فرینکا کی حیثیت رکھتی تھی جو گجرات و مغربی پنجاب سے لے کر بنگال تک رائج تھی اس کے ادب کی نشاندہی ۸۰۰ سے ۱۳۰۰ عیسوی تک کی جا سکتی ہے" (ص۱۰)

نویں صدی عیسوی میں چند تاجروں، تاجروں اور سیاحوں کا نقل مکانی کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ایک سرے کے عوام کا دوسرے سرے کے عوام سے اس حد تک ربط ضبط کہ کوئی لنگوا فرینکا وجود میں آسکے مشکل ہی قرین قیاس ہے، اچھے خاصے کے لئے وسیع و عریض سلطنت ضرور قائم ہوئی لیکن بالعموم اس قدیم زمانے میں چھوٹی چھوٹی سلطنتیں قائم تھیں اور سیاسی حد بندیاں زبان کو کس حد تک متاثر کرتی ہیں اس کا اندازہ ہم اپنے زمانے کے حالات سے بھی کر سکتے ہیں، بہر حال یہ مسئلہ خود طلب ہے کہ نویں صدی میں یا اس کے بعد کوئی ایسی زبان موجود تھی جو بنگال سے پنجاب اور گجرات تک تمام مقامات پر یکساں طور سے بھی جا سکتی تھی، اس سلسلے کی بحثوں میں تاریخی واقعات پر ہم نے کس حد تک نظر رکھی ہے اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے کیا جا سکتا ہے:۔ "جب کہا جاتا ہے کہ نامدیو نے دلیجہ اچاریہ کی زبان اختیار کی تھی جو ان سے نوے سال بعد پیدا ہوئے تھے تو یہ امر واقعی نامدیو کی ادبی پیش بینی کا ایک نادر نمونہ معلوم ہوتا ہے، غالباً ڈاکٹر مسعود کا مقصود یہ ہے کہ چودھویں صدی میں نامدیو نے جو برج اختیار کی تھی اس میں اس قدر تازگی تھی کہ وہ سولھویں صدی کی برج معلوم ہوتی تھی۔" (ص۱۳)

بہر حال ڈاکٹر آمنہ خاتون نے اس موضوع سے متعلق تفصیلی بحث کرکے بہ دلائل یہ بات ثابت کر دی ہے کہ:۔ "زبان دہلوی یا اردو یا کھڑی بولی اور دکنی جدید ہند آریائی زبانوں میں داخل ہیں اور دو علیحدہ علیحدہ زبانیں ہیں ایک کی نشو و نما دہلی اور نواح دہلی میں اور دوسری کی دکن میں سلطنت بہمنی اور اس کی پانچ شاخوں کی سرپرستی میں ہوئی۔" (ص۵۵)

اس موقع پر یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ اگر زبان دہلوی ہی کو اردو کا نام دے دیا گیا تو دکنی کے تمام تر سرمایہ کو اس سے الگ کرنا ہوگا یہ صورت نہ صرف خلاف واقعہ اور گمراہ کن ہوگی بلکہ نہایت خطرناک بھی ہو سکتی ہے مسلمانوں کی آمد کے بعد ہندوستان کی سرزمین پر مختلف مقامی بولیوں کا ایک مخصوص اور مشترک انداز سے ترقی کرنا امر مسلم ہے، اس مشترک انداز کو لے کر مختلف مقامات کی یہ بولیاں رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے قریب تر آتی گئیں اور بالآخر یہ ایک مشترک نام زبان اردو سے منسوب ہوئیں، ابتدائی دور میں کہیں یہ دکنی تھی کہیں، گجراتی کہیں دہلوی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)